بیان الحکمہ
تحقیقی مجلہ-5
http://bayan-ul-hikmah.salu.edu.pk

بیان الحکمہ [تحقیقی مجلہ]
43-66 (2019ء)

*محمد سلیمان آریجو

موئن (موھن) کے دڑے (پاکستان، سندھ، لاڑکانہ) کا ذکر قرآن پاک میں

ABSTRACT: The ancient 5000 BC years old Indus Valley Civilization, widely recognized as one of the most important early cities of South Asia. It is one of the world's first cities and contemporaneous with ancient Egyptian Civilizations and Mesopotamian civilizations. Mohenjo-Daro is located west of the Indus River around 28 kilometres (17 miles) from the town of Larkana District, Sindh; Pakistan.The Indus Valley civilization was entirely unknown until 1921. It was discovered in 1922 by R. D. Banerji, an officer of the Archaeological Survey of India, under the direction of John Marshall, K. N. Mohenjo-Daro does mean 'Mound of the dead'. It is the name given by the locals to the place.The total area of Mohenjo-daro is 620 acres. Numerous objects found in excavation include seated and standing figures, copper and stone tools, carved seals, balance-scales and weights, gold and jasper jewellery, and children's toys. Many important objects from Mohenjo-daro are conserved at the National Museum of India in Delhi and the National Museum of Pakistan in Karachi. In 1939, a representative collection of arteffacts excavated at the site was transferred to the British Museum by the Director-General of the Archaeological Survey of India. [1]

کلیدی الفاظ: عصمت، امامت، خلافت، ناس، شعوریت

* ریسرچ اسکالر، انسٹیٹوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور۔

تعارف

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے، جس میں بہت سی پہلے تباہ شدہ قوموں کا ذکر ملتا ہے۔ جس طرح قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم فرعون، قوم شعیب، قوم لوط اور قوم تبع جیسی قومیں شامل ہیں۔ ان قوموں کی تفصیل کا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بار بار ذکر کیا ہے۔ کچھ قوموں کے لیے جملتن فرمایا ہے کے ہم نے ان سے پہلے ان کے بعد اور درمیان والی تمام قوموں کو بھی ہلاک کیا ہے۔ لیکن چند قوموں کا صرف نام لیا ہے۔ جس طرح "اصحاب الرس" والی قوم ہے۔ ہم چند تفسیروں کی روشنی میں "اصحاب الرس" والی قوم کو جاننے کی کوشش کریں گے کہ یہ قوم کون سی تھی، اور کہاں آباد تھی۔ اس قوم کو "اصحاب الرس" کیوں کہا جاتا ہے اور کیا اس قوم کے آثار آج بھی اس دنیا میں موجود ہیں۔

قوم اصحاب الرس:

"اصحاب الرس" والی قوم کا ذکر قرآن پاک میں سورت فرقان کی آیت نمبر 38 میں:

وَّعَادًا وَّثَمُوۡدَا۟ وَاَصۡحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوۡنًۢا بَیۡنَ ذٰلِكَ كَثِیۡرًا- اور قوم عاد، قوم ثمود، کنویں والوں اور ان کے مابین بہت سی دوسری اقوام (کو بھی ہم نے ہلاک کر دیا)[2]

اور سورت ق کی آیت نمبر 12 میں:

كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّاَصۡحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوۡدُ- ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا اور کنویں والوں نے اور ثمود نے۔[3]

صرف دو جگہ آیا ہے۔

اصحاب کی معنی:

اصحاب صحب سے بنا ہے جس کے معنے ہیں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ لگ جانا (ساتھی)۔[4]

لفظ اصحاب کا استعمال قرآن پاک میں:

فَلَمَّا تَرَآءَ الۡجَمۡعٰنِ قَالَ اَصۡحٰبُ مُوۡسٰٓى اِنَّا لَمُدۡرَكُوۡنَ- جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے کہ ہم تو پکڑے گئے۔[5]

اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِيَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِي الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا- اگر تم ان (نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جبکہ انہیں

کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔[6]

اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ۔ یا ان پر لعنت بھجیں جیسے ہم نے ہفتے کے دن والوں پر لعنت کی۔[7]

وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ۔ قوم ابراہیم اور اہل مدین اور اہل مؤتفکات (الٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والے) کی۔[8]

وَذَا النُّوْنِ۔ مچھلی والے حضرت یونس (علیہ السلام)۔[9]

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ۔ پھر ہم نے انھیں کشتی والوں کو نجات دی۔[10]

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ۔ اور آپ ان کے سامنے ایک مثال (یعنی ایک) بستی والوں کی مثال (اس وقت کا) بیان کیجئے۔[11]

كَمَا يَىِٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ۔ جیسے کہ مردہ اہل قبر سے کافر ناامید ہیں۔[12]

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ۔ بیشک ہم نے انہیں اسی طرح آزمالیا، جس طرح ہم نے باغ والوں کو ۔ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ۔ اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جا۔[13] قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ۔ (کہ) خندقوں والے ہلاک کئے گئے۔[14]

الرس کی معنی:

رس کے معنے ہیں کھودنا یا دبا دینا۔ میت کے دفن کرنے کو بھی رس کہتے ہیں۔ رس پرانے کنویں کو بھی کہتے ہیں خواہ پختہ ہو یا نہ ہو۔ رس کسی چیز کی ابتدا کو بھی کہتے ہیں۔[15]

اصحاب الرس مختلف مفسرین کی نظر میں

1۔ ابن جریر نے ابن عباس (رضہ) سے روایت کیا کہ ''الرس'' قوم ثمود کی ایک بستی تھی۔

2۔ ابن جریر نے ضحاکؒ سے روایت کیا کہ آیت ''الرس'' سے مراد وہ کنواں ہے کہ جس میں صاحب یسین کو قتل کیا گیا۔

3۔ ابن جریر نے قتادہؒ سے روایت کیا کہ ایکہ والے اور رس والے دو قومیں تھیں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف ایک نبی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو دو عذابوں کے ذریعے عذاب دیا۔

4۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس (رضہ) سے روایت کیا کہ "الرس "آذر بئیجان کا ایک کنواں ہے۔

5۔ ابن عساکر نے قتادہؒ سے روایت کیا کہ آیت "واصحب الرس "سے مراد ہے شعیب (علیہ السلام) کی قوم۔

6۔ عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم نے قتادہؒ سے آیت "واصحب الرس "کے بارے میں روایت کیا کہ ہم کو بیان کیا گیا کہ رس والے یمامہ میں صلح والے ہیں اور وہ کنویں جن پر وہ رہتے ہیں۔

7۔ الفریابی وابن جریر وابن ابی حاتم نے مجاہدؒ سے روایت کیا کہ "الرس "ایک کنواں تھا کہ جس پر قوم آباد تھی ان کو کہا جاتا "واصحب الرس] 'یعنی کنویں والے۔

8۔ الفریابی وابن جریر وابن ابی حاتم نے عکرمہؒ سے روایت کیا کہ آیت "واصحب الرس "سے مراد ہے کہ ان لوگوں نے اپنے نبی (ﷺ) نے ایک کنواں دفن کر دیا تھا۔

9۔ ابن ابی شیبہ وابن المنذر نے ابن عباس (رضہ) سے روایت کیا کہ انہوں نے کعب (رضہ) سے آیت " واصحب الرس "کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد کنویں والا۔ جس نے کہا آیت "یقوم اتبعو المرسلین، (یعنی اے میری قوم رسولوں کی اتباع کرو تو اس کی قوم نے اس کو پتھروں کے ساتھ کنویں میں دفن کر دیا۔

10۔ ابن ابی الدنیاس فی ذم الملاہی والبیہقی وابن عساکر جعفر بن محمد بن علی (رضہ) سے روایت ہے کہ دو عورتوں نے ان سے سوال کیا کہ کیا آپ یہ حکم اللہ کی کتاب میں پاتے ہیں کہ ایک عورت کا دوسری عورت کے پاس جانا حرام ہے فرمایا ہاں! وہ عورتیں جو تبع بادشاہ کے عہد میں تھیں اور وہ رس والی تھیں۔ ہر نہر اور کنویں کو رس کہتے ہیں۔ پھر فرمایا ایسی عورتوں کے لیے آگ کا جادو اور آگ کی قمیض اور آگ کا کمر بند اور آگ کا تاج اور آگ کے دو موزے اور ان کے اوپر سخت کھر درا موٹا بد بودار کپڑا ہوگا جو آگ سے بنا ہوا ہوگا جعفر نے فرمایا یہ باتیں اپنی عورتوں کو سکھاؤ۔

11۔ ابن ابی الدنیا نے واثلہ بن اسقعؓ سے روایت کیا کہ مرفوع حدیث میں روایت کیا کہ عورتوں کا آپس میں خواہش پوری کرنا یہ ان کا آپس کا زنا ہے۔

12۔ عبد الرزاق نے المصنف میں عبد اللہ بن کعب بن مالک (رضہ) سے فرمایا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے سوار ہونے والی اور جس پر سوار ہوا جائے دونوں پر لعنت کی ہے۔ (یعنی ایک دوسرے کے اوپر ہو کر خواہش نفس پوری کرنے والیاں)۔

13۔ ابن اسحق وابن جریر نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے پہلے ایک سیاہ رنگ والا آدمی جنت میں داخل ہو گا اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کو ایک بستی والوں کے پاس بھیجا بستی والوں میں ایک بھی ایمان نہ لایا مگر صرف یہی سیاہ رنگ والا آدمی پھر بستی والے نبی کے دشمن ہو گئے انہوں نے اس کے لیے ایک کنواں کھودا اور اس میں ان کو ڈال دیا پھر اوپر سے بھاری پتھر سے کنویں کو بند کر دیا وہ سیاہ رنگ والا جاتا اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لادتا پھر ان کو بیچ کر کھانا اور پینا خریدتا پھر وہ اس کنویں کی طرف آتا اس پتھر کو اوپر اٹھاتا اس پر اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے تو وہ اس کھانے اور پینے کو اس میں لٹکا دیتا پھر اس چٹان کو اس طرح کر دیتا جیسے وہ پہلے تھی جب تک اللہ نے چاہا یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر ایک دن وہ لکڑیاں کاٹنے گیا جیسے وہ کیا کرتا تھا اس نے اپنی لکڑیوں کو جمع کیا اور اس کا گٹھا باندھا اور اس سے جب فارغ ہوا تو ارادہ کیا کہ اس کو اٹھاؤں اس کو اونگھ آنے لگی وہ لیٹا اور سو گیا وہ سات سال تک نیند کی حالت میں ایک ہی پہلو پر سویا رہا پھر وہ نیند سے بیدار ہوا پھر اٹھا اور چند قدم چلا تو دوسری طرف کو جھک گیا تو لیٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر اس کو دوسرے پہلو پر سات سال کے لیے سلا دیا پھر وہ نیند سے بیدار ہوا اپنا گٹھا اٹھایا اور اس نے ایسا خیال کیا کہ وہ دن کے کچھ وقت کے لیے سویا تھا وہ بستی کی طرف آیا اپنے گٹھے کو بیچا پھر کھانا پینا خریدہ جیسے وہ کیا کرتا تھا پھر وہ اس کنویں کی طرف گیا جس میں وہ تشریف رکھتے تھے اس نے اس کو تلاش کیا مگر اس کو نہ پایا اور اس کی قوم کو اللہ کی طرف سے کچھ ظاہر ہوا تو انہوں نے اس نبی کو باہر نکالا اور اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی اور وہ نبی (ﷺ) ان سے حبشی سیاہ رنگ والے آدمی کے بارے میں پوچھا کرتے تھے کہ اس کا کیا حال ہے تو وہ کہتے ہم نہیں جانتے یہاں تک کہ وہ نبی اس دنیا سے اٹھا لیے گئے اللہ تعالیٰ نے ایسے سیاہ رنگ والے آدمی کو نیند سے ان کے بعد بیدار کیا یہ وہی سیاہ رنگ والا آدمی ہے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گا۔

14۔الحاکم وصححہ والبیہقی فی الدلائل ام سلمہ (رضہ) سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ (ﷺ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا بعد عدنان بن ادبن زید بن البراء اور اعراق الثری پھر رسول اللہ (ﷺ) نے پڑھا ہلاک ہوگئے۔ آیت "وعاداوثموداواصحب الرس وقرونابین ذلک کثیرا۔لایعلمھم الا اللہ "(یعنی عاد اور ثمود اور رس والے اور اس کے درمیان بہت سی جماعتیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر ام سلمہ نے فرمایا "اعراق الثری "سے مراد ہے اسماعیل زید ہمیسع برانیت۔[16]

رس، عربی زبان میں مختلف معنی میں آتا ہے مشہور معنی کچے کنوئیں کے ہیں، اصحاب الرس سے قوم ثمود کے باقی ماندہ لوگ مراد ہیں جو عذاب کے بعد باقی رہ گئے تھے ضحاک وغیرہ مفسرین نے ان کا قصہ یہ لکھا ہے کہ جب حضرت صالح (علیہ السلام) کی قوم پر عذاب آیا تو ان میں سے چار ہزار آدمی جو حضرت صالح (علیہو السلام) پر ایمان لا چکے تھے وہ عذاب سے محفوظ رہے یہ لوگ اپنے مقام سے منتقل ہو کر ایک مقام پر جس کو اب حضر موت کہتے ہیں جا کر مقیم ہو گئے، حضرت صالح (علیہ والسلام) بھی ان کے ساتھ تھے، ایک کنوئیں پر جا کر یہ لوگ ٹھہر گئے اور یہیں صالح (علیہ والسلام) کا انتقال ہو گیا، اسی وجہ سے اس مقام کو حضر موت کہتے ہیں، پھر ان کی نسل میں بت پرستی رائج ہوگئی اس کی اصلاحی کے لئے حق تعالیٰ نے ایک نبی بھیجا جس کو انہوں نے قتل کر ڈالا، اس کے بعد ان پر خدا کا عذاب آیا ان کا کنواں جس پر ان کی زندگی کا انحصار تھا وہ بیکار ہو گیا اور عمارتیں ویران ہو گئیں اور یہ عبرت کے لئے کافی ہیں۔[17]

اصحاب الرس کے مطلق بہت سارے اقوال موجود ہے۔ابن عباس کا قول ہے کہ یہ ثمودیوں کی ایک بستی والے تھے۔اور ابن عباس کا یہ بھی قول ہے کہ آذر بائیجان کے ایک کنویں کے پاس ان کی بستی تھی۔عکرمہ کا قول ہے کہ یہ فلج (یمامہ) والے تھے، جن کا ذکر سورت یٰسین میں ہے۔اور عکرمہ کا یہ بھی قول ہے کہ انہیں کنویں والے اس لئے کہا جاتا ہے، کہ انہوں نے اپنے پیغمبر کو کنویں میں ڈال دیا تھا۔

ایک روایت ہے جو محمد بن کعب قرظی سے نقل کی گئی ہے جو انہوں نے اس راوی سے نقل کی جس نے یہ بیان کیا کہ نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: "قیامت کے روز جنت میں سب سے پہلے ایک حبشی غلام داخل ہو گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی اس کی اپنی قوم کی طرف بھیجا اس نبی پر اس سیاہ غلام کے سوا کوئی ایمان نہ لایا بستی والوں نے ایک گڑھا کھودا اور اپنے نبی کو زندہ اس میں پھینک دیا۔اور اس پر ایک بڑا

پتھر رکھ دیا۔ وہ سیاہ غلام اپنی پشت پر لکڑیاں کاٹ کر لاتا، انہیں بیچتا، اس سے کھانا اور مشروب خرید تا اس پتھر کو ہٹانے میں اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا یہاں تک کہ وہ کھانا اس نبی تک لٹکا دیتا اس اثناء میں کہ وہ لکڑیاں کاٹ رہا تھا کہ وہ سو گیا تو اللہ تعالیٰ نے سات سال تک اسے سلائے رکھا پھر وہ نیند سے بیدار ہوا پھر وہ دراز ہو گیا اور بائیں پہلو پر ٹیک لگائی تو اللہ تعالیٰ نے سات سال تک اسے سلائے رکھا پھر وہ اٹھا کر لکڑیوں کا گٹھا اٹھایا اسے بیچا اور کھانا پانی کنویں کے پاس لایا تو اس نبی کو نہ پایا۔ اس نبی کو قوم کو اللہ نے ایک نشانی دکھائی تو انہوں نے اسے نکالا، اس پر ایمان لائے، اس کی تصدیق کی اور وہ نبی وصال کر گئے، نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: "وہ سیاہ غلام سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گا"۔[18]

قرآن پاک میں اصحاب الرس یا کنویں والوں کا ذکر صرف دو مقامات پر آیا ہے۔ ان مقامات پر ان کا ذکر اس قدر مختصر ہے جس سے ان کے حالات پر کچھ روشنی نہیں پڑتی۔ نہ ہی یہ معلوم ہو سکا ہے کہ ان کی طرف کون سا نبی مبعوث ہوا تھا۔ لغوی لحاظ سے رس بڑے کنوئیں کو کہتے ہیں۔ جس میں پانی وافر مقدار میں موجود ہو۔ اسی وجہ سے اصحاب الرس کے بارے میں مفسرین میں کئی قسم کے اختلافات ہیں۔ زیادہ مشہور یہی بات ہے اس سے مراد اہل انطاکیہ ہیں۔ ان کی طرف حبیب نجار نبی مبعوث ہوئے تو انہوں نے انھیں جھٹلایا لیکن آپ بدستور انھیں اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے۔ بالاخر ان لوگوں نے آپ کو مار کر کنوئیں میں ڈال دیا۔ اسی وجہ سے یہ اصحاب الرس کے لقب سے مشہور ہوئے پھر اللہ نے اس کنوئیں سمیت اس بستی کو زمین دھنسا دیا۔ [19]

رَس عربی زبان میں پرانے کنوئیں یا اندھے کو کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں اصحاب الرس کا ذکر دو مرتبہ ہوا ہے۔ مگر دونوں جگہ انبیاء کو جھٹلانے والی قوموں کے سلسلے میں صرف ان کا نام ہی لیا گیا ہے، کوئی تفصیل ان کے قصے کی بیان نہیں کی گئی ہے۔ عرب کی روایات میں الرس کے نام سے دو مقام معروف ہیں، ایک نجد میں، دوسرا شمالی حجاز میں۔ ان میں نجد کا الرس زیادہ مشہور ہے اور اشعار جاہلیت میں زیادہ تر اسی کا ذکر سنا ہے۔ اب یہ تعین کرنا مشکل ہے کہ اصحاب الرس ان دونوں میں سے کس جگہ کے رہنے والے تھے۔ اصحاب الرس کے متعلق تحقیق نہ ہو سکا کہ یہ کون لوگ تھے۔ مفسرین نے مختلف روایات بیان کی ہیں مگر ان میں کوئی چیز قابل اطمینان نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ جو کچھ کہا جا سکتا ہے وہ یہی ہے کہ یہ ایک ایسی قوم تھی جس نے اپنے پیغمبر کو کنوئیں میں پھینک کر یا لٹکا کر مارا تھا۔[20]

یہ کون لوگ تھے اس کے متعلق مفسرین نے متعدد اقوال لکھے ہیں لیکن جزم ویقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اس سوال کا کوئی یقینی جواب نہیں۔ البتہ ''الرس'' کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے اپنے نبی کو پرانے کنوئیں میں پھینک دیا اور ان پر عذاب نازل ہوا۔[21]

کتاب عیون اور علل الشرائع میں امام رضا(علیہ السلام) سے مروی ہے وہ اپنے والد موسیٰ الکاظم سے اور وہ اپنے والد جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے والد محمد بن علی سے وہ اپنے والد علی بن الحسین سے اور وہ اپنے والد حسین بن علی سے انھوں نے فرمایا کہ حضرت علی (علیہ السلام) کی شہادت سے تین روز قبل اشرف بنی تمیم کا ایک شخص حضرت علی (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا جس کا نام عمرو تھا اس نے کہا یا امیر المومنین آپ مجھے "اصحاب الرس" کے بارے میں بتلائے کہ وہ کس زمانے میں تھے؟ اور ان کی رہائش گاہیں کہاں پر تھیں؟ اور ان کے زمانے میں کون سا بادشاہ تھا؟ اور کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب کسی رسول کو بھیجا تھا یا نہیں؟ اور انہیں کس وجہ سے ہلاک کر دیا گیا؟ اس لیے کہ کتاب خداوندی میں ان کا تذکرہ تو ملتا ہے لیکن ان کے حالات نہیں ملتے۔ تو حضرت علی (علیہ السلام) نے اس سے کہا تم نے ایسی بات دریافت کی ہے جو تم سے پہلے کسی نے دریافت نہیں کی اور سوائے میرے کوئی بھی تمھیں ان کے بارے میں نہیں بتلائے گا۔ دیکھو کتاب خدا میں جتنی آیتیں ہیں میں ان کے بارے میں جانتا ہوں اور ان کی تفسیر سے واقف ہوں اور یہ کہ وہ کہاں نازل ہوئیں ہموار زمین میں یا پہاڑ پر اور کس وقت نازل ہوئیں رات کے وقت یا دن کے وقت اور دیکھو اس جگہ پیمانہ علم لبریز ہے اور آپ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن اس کے طلب گار بہت کم ہیں اور جب تم مجھے نہ پاوگے تو کچھ ہی عرصے میں تمھیں ندامت ہوگی۔

اے ابو تمیم ان کی داستان یہ ہے کہ "اصحاب الرس" وہ قوم تھی جو صنوبرہ کے درخت کی عبادت کرتے تھے جسے "شاہ درخت" کہا جاتا ہے یافث بن نوح نے ایک چشمے کے کنارے جس کا نام روشاب تھا اس درخت کو کاشت کیا تھا جو طوفان نوح کے بعد حضرت نوحؑ کے لیے اگا تھا اور اس قوم کو "اصحاب الرس" اس لیے کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنے نبی کو زمین میں زندہ گاڑ دیا تھا اور یہ واقعہ سلیمان بن داود کے بعد آیا اور ان کی بارہ بستیاں تھیں ایک نہر کے کنارے جس کا نام "الرس" تھا مشرقی شہروں میں سے اور انھی کی وجہ سے نہر کا نام

"الرس" رکھا گیا اور اس وقت روئے زمین پر اس سے زیادہ پانی سے لبریز اور اس سے زیادہ آب شیریں کوئی اور نہر نہیں تھی اور کوئی بستی اس سے بڑی اور اس سے زیادہ آباد نہ تھی۔ ان میں سے ایک بستی کا نام "آبان" تھا دوسری کا نام "آذر" تیسری کا نام "دی" چوتھی کا نام "بہمن" پانچویں کا نام "اسفندر" چھٹی کا نام "فروردین" ساتویں کا نام "اروی بہشت" آٹھویں کا نام "خرداد" نویں کا نام "مرداد" دسویں کا نام "تیر" گیارہویں کا نام "مہر" اور بارہویں کا نام "شہریور" تھا۔ ان کا سب سے بڑا شہر "اسفندار" تھا اور ان کا بادشاہ اسی شہر میں سکونت پذیر تھا جس کا نام ترکوذ بن غابور بن یارش بن سازن بن نمرود بن کنعان تھا ابراہیم (علیہ السلام) کے عہد کا فرعون اور اسی شہر میں چشمہ اور صنوبرہ تھا اور انھوں نے ہر بستی میں صنوبرہ کے شگوفے کی کاشت کی تھی تو یہ دانہ اگا اور بڑا درخت بن گیا انہوں نے چشمے اور نہروں کے پانی کو اپنے لیے حرام کر رکھا تھا وہ اس پانی سے نہ خود پیتے تھے اور نہ ہی ان کے چوپائے اس سے سیراب ہوتے تھے اور جو ایسا کرلیتا اسے قتل کر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ پانی ہمارے معبودوں کی حیات ہے۔ لہٰذا کسی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ ان کی زندگی میں کمی کرنے کا موجب بنے اور وہ لوگ خود اور ان کے چوپائے دریائے رس سے سیراب ہوتے تھے جس کے کنارے ان کی بستی آباد تھی اور ان لوگوں نے سال کے ہر مہینے میں ہر بستی میں عید کا دن مقرر کر رکھا تھا وہاں کے سب باشندے جمع ہوتے تھے تو وہ اس درخت پر ضرب لگاتے تھے جس پر ریشمی پردہ پڑا ہوا تھا اور اس میں طرح طرح کی تصویریں بنی ہوئی تھیں پھر وہ دنبے اور گائے لے کر آتے اور درخت کے لیے بطور قربانی ان جانوروں کو ذبح کرتے اور لکڑیاں جلا کر آگ روشن کرتے جب ان ذبح شدہ جانوروں کا دھواں اور غبار اٹھتا تھا اور ہوا میں بلند ہوتا تھا اور ان کے اور آسمان کی طرف نظر کرنے کے درمیان حائل ہو جاتا تھا تو وہ درخت کے سامنے سجدہ ریز ہو کر روتے تھے، آہ وزاری کرتے تھے کہ وہ درخت راضی ہو جائے اور شیطان آکر درخت کی ٹہنیوں کو ہلا دیتا تھا اور اس کے تنوں سے ایسے چیختا تھا جیسے بچہ چیخ رہا ہو کہ اے میرے بندوں میں تم سے راضی ہو گیا تم خوشیاں مناو اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو تو اس وقت وہ سجدوں سے سر اٹھا کر شراب پیتے اور ساز بجاتے ت اور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ناچتے تھے۔ اسی طرح وہ ایک دن اور ایک رات گزار کر اپنے گھر واپس لوٹ آتے تھے۔

عجمیوں نے اپنے مہینوں کے نام انھی بستیوں کے نام سے مشتق کرکے آبان ماہ اور آذر ماہ وغیرہ رکھتے ہیں اس لیے کہ اس بستی کے باشندے ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ یہ اس مہینے کی عید ہے اور یہ اس مہینے کی عید ہے اور جب ان کی بڑی بستی کی عید آتی تھی تو ان کے چھوٹے بڑے سب اس بستی میں جمع ہو جاتے تھے تو وہ "صنوبرہ" کے نزدیک اور چشمے کے قریب دیبا کے ریشمی خیمے نصب کرتے تھے جس پر انواع و اقسام کی تصویریں بنی ہوئی تھیں اس کے بارہ دروازے تھے ہر دروازہ ایک بستی کے باشندوں کے لیے مخصوص ہوتا تھا۔ شامیانے کے باہر صنوبرہ کو سجدہ کرتے تھے اور اپنے گاؤں کے درخت سے کئی گنا زیادہ قربانی صنوبرہ کے درخت کے پاس دیتے تھے تو ابلیس اس وقت آتا اور درخت صنوبرہ کو بہت زیادہ ہلاتا تھا یا اس درخت کے اندر سے واضح طور سے گفتگو کرتا تھا اور تمام دیگر شیاطین نے جو کچھ ان سے وعدے کیے تھے اس سے بہت زیادہ وعدے اور پیمان ان سے کرتا تھا وہ اس کے بعد سجدوں سے سر اٹھاتے تھے اور شراب اور رقص و موسیقی کے سبب خوشیوں سے پھولے نہ سماتے تھے اور انھیں بات کرنے کا بھی یارانہ تھا وہ اسی طرح بارہ دن اور راتیں گزارتے پورے سال کی عیدوں کے برابر پھر وہ واپس لوٹتے تھے۔ جب وجود باری تعالیٰ سے انکار اور غیر خدا کی عبادت طول کھینچتی گئی تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں سے یہودا ابن یعقوب کی اولاد سے ایک نبی کو بھیجا جو ان کے درمیان کافی عرصے تک رہے اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی معرفت اور ربوبیت کی طرف بلاتے رہے۔ لیکن ان لوگوں نے نبی کی بات نہیں مانی جب اللہ تعالیٰ کے نبی نے یہ دیکھا کہ وہ لوگ اپنی گمراہی اور بے راہ روی پر جمے ہوئے ہیں اور یہ انھیں جس ہدایت و کامیابی کی دعوت دے رہے اسے قبول کرنے سے انکار کر رہے اور ان کی سب سے بڑی عید کا دن قریب آگیا ہے تو اس نبی نے کہا اے میرے پروردگار تیرے بندے مجھے جھٹلانے اور تیرا انکار کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور ایسے درخت کی عبادت میں مصروف ہیں جو نہ انھیں فائدہ پہنچاتا ہے اور نہ ہی نقصان لہٰذا ان کے مکمل درخت کو خشک کر دے اور انھیں اپنی قدرت اور اقتدار کا مشاہدہ کرادے۔ جب قوم صبح کے وقت آئی تو کیا دیکھا کہ ان کا درخت سوکھا پڑا ہے وہ اس بات سے نہایت خوف زدہ ہوئے اور اسے دیکھ کر وہ دم بخود ہو گئے وہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ایک گروہ نے کہا یہ شخص جو خود کو آسمان و زمین کے معبود کا پیغامبر سمجھتا ہے اس نے تمھارے معبودوں پر جادو کر دیا ہے تاکہ وہ تمھارے چہروں کو تمھارے معبودوں سے ہٹا کر اپنے معبود کی طرف موڑ دے اور ایک گروہ کہنے لگا ایسا نہیں

ہے بلکہ تمھارے معبود نے جب اس شخص کو دیکھا جو ان میں عیب نکالتا ہے اور ان کی بد گوئی کرتا ہے اور غیر کی عبادت کی دعوت دیتا ہے تو وہ معبود غضبناک ہو گئے اور ان کا سارا حسن و جمال پوشیدہ ہو گیا تا کہ تم اس شخص پر غضب ناک ہو جاو اور اس سے بدلہ لے لو۔

انھوں نے نبی کے قتل پر ایکا کر لیا انھوں نے سیسے کا لمبا پائپ لیا جس کا دہانہ وسیع تھا انھوں نے اسے چشمے کے تہہ میں پانی کے اوپر چھوڑ دیا جیسے سرکنڈا ہوتا ہے اور انھوں نے اس چشمے کا تمام پانی کھینچ لیا اور پھر انھوں نے اس کی تہہ میں ایک گہرا کنواں کھودا جس کا دہانہ نہایت تنگ رکھا تھا اور اس میں انھوں نے نبی کو ڈال دیا اور اس کے منہ کو ایک بڑے پتھر سے ڈھانپ دیا پھر انھوں نے پائپ کو پانی میں سے نکال لیا اور کہا اب ہمیں امید ہے کہ ہمارا معبود ہم سے راضی ہو جائے گا جب وہ دیکھے گا کہ ہم نے اسے برا کہنے والے اور اس کی عبادت سے روکنے والے کو قتل کر دیا اور اس بڑے درخت کے نیچے دفنا دیا ہے تا کہ ہمارے معبود کا غصہ اس سے کم ہو جائے اور ہمارے لیے اس کی کلیاں نکل آئیں اور وہ پر ابھرا سرسبز و شاداب ہو جائے وہ اکثر دنوں میں اپنے نبی کی یہ آواز سنا کرتے تھے **سیدی قد تری ضیق مکانی وشدۃ کربی فارحم ضعف رکنی وقلۃ حیلتی وعجل بقبض روحی ولاتوخر اجابۃ دعوتی** (میرے آقا تو جانتا ہے کہ تنگ جگہ میں ہوں اور میری تکلف بہت شدید ہے لہٰذا تو میرے جسم کی کمزوری اور میری تدبیر کی کمی پر رحم فرما اور میری قبض روح میں جلدی کر دے اور میری دعا کی قبولیت میں تاخیر نہ ہونے دے) یہاں تک کہ اس نبی کا انتقال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل سے کہا اے جبرئیل کیا میرے یہ بندے جنھیں میرے حلم (بردباری) نے دھوکے میں رکھا ہے اور وہ میری تدبیر سے محفوظ ہیں انھوں نے میرے غیر کی پرستش کی ہے انھوں نے میرے رسول کو قتل کر ڈالا ہے کیا ان کے بس میں ہے کہ وہ میرے غضب کے سامنے ٹھہر سکیں یا وہ میری حکومت سے باہر نکل کر جا سکتے ہیں؟ یہ کیسے ممکن ہے۔ جو بھی میری نافرمانی کرتا ہے اور میرے عذاب سے نہیں ڈرتا میں اس کے لیے منتقم (انتقام لینے والا) ہوں میں نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھائی ہے کہ میں ان لوگوں کو پوری دنیا کے لیے نمونہ عبرت بنا دوں گا پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں مہلت نہ دی اور وہ اپنی عید کی تقریب میں مگن تھے کہ ایک شدید سرخ رنگ کی آندھی آئی جس کے سبب وہ تصویر حیرت بن گئے اور خوف زدہ ہو گئے اور وہ ایک دوسرے میں ضم ہو گئے پھر زمین ان کے نیچے سے گندھک کا پتھر بن گئی جو بھڑک رہی تھی اور سیاہ بادلوں نے ان پر سایا کر لیا اور ان کے اوپر قبہ کی طرح انگارہ

پھینکا جس کے شعلے بھڑک رہے تھے تو ان کے جسم ایسے پگھل گئے جیسے سیسہ آگ میں پگھل جاتا ہے ہم اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے عذاب کے نازل ہونے سے پناہ مانگتے ہیں اور کوئی قوت اور کوئی طاقت نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے جو علی و عظیم ہے۔(علل الشرائع، ص40-43،ح ا، باب38)

تفسیر قمی میں ہے کہ "**الرس**" آذربایجان کے قریب ایک دریا کا نام ہے۔(تفسیر قمی، ح 2، ص 323) کتاب کافی میں امام صادق سے مروی ہے کہ ان کی خدمت میں کئی عورتیں آئیں ان میں سے ایک عورت نے امام سے مساحقت (چپٹی، عورتوں کا عورتوں کے ذریعے مطمئن ہونا) کے بارے میں سوال کیا تو امام نے جواب دیا اس کی حد وہی ہے جو زنا کی ہے عورت نے دریافت کیا، کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کا ذکر کیا ہے؟ امام نے فرمایا ہاں عورت نے کہا، کس جگہ پر ذکر ہے فرمایا: **هن اصحب الرس** وہ عورتیں **اصحب الرس** ہیں۔ (الکافی، ج7، ص 202، ح ا) تفسیر قمی میں امام صادق سے مروی ہے کہ ایک مالکن اپنی کنیز کے ساتھ امام صادق کے پاس آئی اور اس نے دریافت کیا مولا آپ کیا فرماتے ہیں اس عورت کے بارے میں جو عورت سے لطف اندوز ہو؟ امام نے فرمایا وہ عورتیں جہنم میں جائیں گی قیامت کا دن ہو گا انھیں لایا جائے گا اور انھیں آگ کی چادر پہنائی جائے گی اور آگ ہی کے جوتے پہنائے جائیں گے اور ان کے شکموں اور فروج (اندام نہانی) میں آگ کے ستون ڈالے جائیں گے اور انھیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا اس عورت نے دریافت کیا، کیا یہ کتاب اللہ تعالیٰ میں نہیں ہے؟ فرمایا ہاں کتاب اللہ تعالیٰ میں ہے اس عورت نے کہا، کہاں پر ہے فرمایا اللہ تعالیٰ کا قول: وَّعَادًا وَّثَمُوۡدَا۟ وَاَصۡحٰبَ الرَّسِّ۔۔۔ وہ عورتیں رسیات تھیں۔(تفسیر قمی، ج2، ص 113-114) تفسیر مجمع البیان میں صادقین سے مروی ہے کہ مساحقت یعنی عورتوں کا عورتوں سے مطمئن ہونا **اَصۡحٰبَ الرَّسِّ** میں تھا دوسرے الفاظ میں ان کی عورتیں "سحاقات" تھیں۔(مجمع البیان، ج7-8، ص170)[22]

تفسیر خازن نے لکھا ہے کہ رس کنویں کو کہتے ہیں۔ اصحاب الرس ایک بت پرست قوم تھی جو ایک وادی میں رہتی تھی۔ اس قوم کو بہت سارے کنوئیں تھے اور ان کے ہاں مال، حیوان، فصلیں، سبزیاں، میویں بہت کثرت سے پائے جاتے تھے۔ ان کے پاس حضرت شعیب (علیہ والسلام) کو بھیجا جنھوں نے اسے نہیں مانا۔ اصحاب الرس شام ملک کے نزدیک رہتے تھے۔[23]

اوپر پیش کئے گئے تفسیروں سے چند باتیں معلوم ہوتی ہے

پہلی بات یہ ہے کہ ایک ہی راوی اصحاب الرس کے متعلق الگ الگ رائے رکھتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب الرس کے بارے میں یقینی علم نہیں رکھتا۔ مثال کے طور پر ابن جریر کبھی کہتا ہے کہ اصحاب الرس قوم ثمود کی ایک بستی تھی۔ پھر کہتا ہے کہ اصحاب الرس سورت یاسین والے لوگ تھے اور ان کی طرف حضرت شعیب (علیہ والسلام) کو بھیجا گیا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ تمام مفسریں نے جتنی بھی کوششیں کی ہے وہ "اصحاب الرس" کے متعلق صرف قیاس آرائیاں ئی ہیں۔ کیونکہ وہ اصحاب الرس کے متعلق کہتے ہے کہ اصحاب الرس قوم ثمود کی ایک بستی تھی، اصحاب الرس آذربئیجان کا ایک کنواں تھا، اصحاب الرس حضرت شعیب (علیہ والسلام) کی قوم تھی، اصحاب الرس فلج (یمامہ) والے ہے جو کنویں پر رہتے تھے، اصحاب الرس والوں نے اپنے نبی کو کنویں میں دفن کر دیا تھا، اصحاب الرس نجد والے تھے، اصحاب الرس شمالی حجاز والے تھے، اصحاب الرس اہل انطاکیہ والے تھے اور اصحاب الرس والے حضرت موت میں رہتے تھے۔

تیسری بات یہ ہے کہ "اصحاب الرس" حضرت عیسیٰ (علیہ والسلام) سے صدیاں پہلے تباہ شدہ قوم ہے لیکن کچھ مفسریں حضرت عیسیٰ (علیہ والسلام) کے بعد والی قوموں کے لئے بھی کہتے ہیں جیسے کہ "اصحاب الرس" اصحاب اخدود (گڑھوں والے) والوں کو کہتے ہے۔

چوتھیں بات یہ ہے کہ جو حدیث اصحاب الرس کے سلسلے میں پیش کی گئی ہیں اس حدیث کی روایت اپنی سند کے لحاظ سے بھی قابل جرح ہے اور درروایت کے اعتبار سے بھی چناچہ محدثین کہتے ہیں کہ یہ طویل داستان خود محمد بن کعب کی جانب سے ہے جس کو انھوں نے اسرائیلیات سے اخذ کرکے بیان کیا ہے۔ نبی کریم (ﷺ) کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ علاوہ ازیں قرآن عزیز صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ "اصحاب الرس" بھی ہلاک شدہ قوموں میں سے ہیں اور یہ روایت اس کے خلاف ان کو نجات یافتہ بیان کرتی ہے۔ اس لیے قطعا غلط ہے اور روایت کا وہ جملہ جو قوسین میں "عبد اسود" سے متعلق ہے اگر بسند صحیح نبی کریم (ﷺ) سے ثابت بھی ہو جائے تو بھی اس کا "اصحاب الرس" کے واقعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ابن جریرؒ نے بھی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد اس پر اسی قسم کی جرح وارد کی ہے۔[24]

پانچویں بات یہ ہے کہ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، اور قوم اصحاب الرس یہ سب اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تباہ شدہ قومیں ہے اور ان کے آثار بھی موجود ہیں۔

اب ہم علمی طرح "اصحاب الرس" کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں، جس کے لیے سب سے پہلے ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اس وحی (قرآن پاک) کی مخاطب قوم عرب تھی۔ اس لئے اصولاً اللہ تعالیٰ کو ان کے رسول (ﷺ) کو نہ ماننے کی صورت میں انہیں ڈرانے کے لیے بھی پہلے تباہ شدہ عرب قوموں کی مثال دینی چاہئے۔ اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے عربوں کو ڈرانے کے لیے پہلے دور کی تباہ شدہ عرب قوموں کی مثال بیاں کرتے ہیں۔

جس طرح سورت نمبر 25 فرقان کی آیت 37 تا 39 میں ہے کہ:

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِـيْمًا- اور قوم نوح (علیہ السلام) کو بھی ہم نے غرق کر دیا ' جب انہوں نے رسولوں (علیہ السلام) کی تکذیب کی اور انہیں ہم نے نوع انسانی کے لیے ایک نشانی بنادیا اور ہم نے ظالموں کے لیے ایک دردناک عذاب بھی تیار کرر کھاہے۔

وَّعَادًا وَّثَمُــوْدَاۡ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا- اور قوم عاد 'قوم ثمود 'کنویں والوں اور ان کے مابین بہت سی دوسری اقوام (کو بھی ہم نے ہلاک کر دیا)۔

وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا- اور ان سب کے لیے ہم نے مثالیں بیان کی ہیں۔ لیکن (ان کے انکار کی پاداش میں بالآخر) ہم نے ان سب کو غارت کر دیا۔[25]

سورت فرقان میں بیان کی گئی قومیں عراق، شام اور حجر میں بسنے والی تھی، جن کی مثال عربوں کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ یہ تھیں تو عرب قومیں لیکن مکہ سے دور تھی۔ لیکن عرب لوگ ان قوموں کو جانتے تھے کیونکہ انہیں واپار کے سلسلے میں عراق اور شام کے سفر کرنے پڑتے تھے۔

پھر دوسری مرتبا انہیں قریب کی تباہ شدہ قوموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن قوموں کو عام وخاص عرب لوگ جانتے تھے۔ جس طرح سورت نمبر 50 ق کی آیت 12 تا 14 میں ہے کہ:

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ- ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا اور کنویں والوں نے اور ثمود نے۔

وَعَادٌ وَّفِرۡعَوۡنُ وَاِخۡوَانُ لُوۡطٍ- اور عاد اور فرعون نے اور لوط کے بھائیوں نے۔

وَّ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَۃِ وَقَوۡمُ تُبَّعٍ ؕ کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیۡدِ- اور درختوں کے جھنڈ والوں نے اور تبع کی قوم نے، ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرے عذاب کا وعدہ ثابت ہو گیا۔[26]

پہلے سورت فرقان میں عراق، حجر وادی اور شام میں بسنے والے قوموں کی مثال دی گئی ہے۔ لیکن اب سورت ق میں عراق، حجر وادی اور شام سے لے کر مصر، فلسطین اور یمن کی تباہ شدہ قوموں کی فہرست بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ یمن مکہ کے قریب تھا۔ اور وہاں تباہ شدہ بستیوں کے آثار بھی موجود تھے۔

زمانہ اسلام سے قبل یمن کے ہر بادشاہ کو (تبع) (تبع حمیر) کہا جاتا تھا، چنانچہ تبع کی قوم نے اپنے رسول کی تکذیب کی جسے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف مبعوث کیا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں آگاہ نہیں فرمایا کہ وہ رسول کون تھا اور اسے کس (تبع) کے زمانے میں مبعوث کیا گیا؟ وہ رسول عربوں میں مشہور اور معروف تھا اور عرب میں پیش آنے والے واقعات ان سے چھپے ہوئے نہ تھے، خاص طور پر اس قسم کے عظیم حادثے سے وہ بے خبر نہیں رہ سکتے تھے۔ عرب لوگوں کا عراق، مصر، شام اور یمن دونوں طرف وا پار کے لئے آنا جانا رہتا تھا۔ جس کی مثال قرآن دیتا ہے:

فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡہُمۡ ۘ وَ اِنَّہُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیۡنٍ- جن سے (آخر) ہم نے انتقام لے ہی لیا۔ یہ دونوں شہر کھلے (عام) راستے پر ہیں۔[27]

(وَاِنَّہُمَا) "اور یہ دونوں "یعنی دیار قوم لوط (کی بستیاں) اور قوم شعیب (علیہ والسلام) (اصحاب ایکہ) (لَبِاِمَامٍ مُّبِیۡنٍ) کھلے راستے پر ہیں۔ یعنی حجاز و شام کے جس راستہ پر جہاں ہر وقت مسافروں کے قافلے گزرتے رہتے ہیں۔ ان کے وہ آثار نمایاں ہیں جن کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اور عقل مند لوگ اس سے عبرت حاصل کرسکتے ہیں۔ اور اہل عرب شام جاتے ہوئے ان دونوں کے پاس سے گذرا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ان دو آیات میں عربستان میں موجود تباہ شدہ قوموں کا ذکر کیا ہے۔

جن کی ترتیب اس طرح بنتی ہے۔ قوم نوح (عراق)، عاد و ثمود (وادی الحجر اور یمن)، فرعون (مصر)، لوط اور ایکہ (شام) اور تبع (یمن) میں۔

اللہ تعالیٰ نے قوموں کے نام بتانے میں جس ترتیب کو پیش کیا ہے وہ بھی قابل غور ہے جیسے کہ سورت فرقان میں قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور کنویں والوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن سورت ق میں سورت فرقان والی ترتیب کو الٹا کر پیش کیا ہے۔ جیسے کہ نوح کی قوم، کنویں والے، ثمود والے، عاد والے، قوم فرعون، قوم لوط، قوم شعیب (ایکہ) اور تبع کی قوم والے۔

قوم نوح تھی تو عرب قوم پر ان کے آثار نہیں ملتے اور اصحاب الرس کیونکہ غیر عرب قوم تھے اس لئے اسے فرقان والے آخری ترتیب سے اٹھا کر نوح کے بعد رکھ دیا۔ کیونکہ عرب قوم اصحاب الرس والی قوم سے ناآشنا تھے اس لئے ان سے اس متعلق ذکر کرنا نامناسب تھا۔ اس لئے اس قوم کا صرف نام لیا کیونکہ اصحاب الرس والی قوم بھی قوم عاد اور قوم ثمود کی طرح اس دور کی ایک بڑی شاندار اور ایک عظیم قوم تھی۔

اصحاب الرس غیر عرب قوم تھی:

فرعوں کی دربار میں ایک مرد مومن اپنے قوم کو مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ: وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ڰ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ۔ اور ایک مومن شخص نے، جو فرعون کے خاندان میں سے تھا اور اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا، کہا کہ تم ایک شخص کو محض اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں لے کر آیا ہے، اگر وہ جھوٹا ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہو، تو جس (عذاب) کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے اس میں کچھ نہ کچھ تو تم پر آپڑے گا، اللہ تعالیٰ اس کی رہبری نہیں کرتا جو حد سے گزر جانے والے اور جھوٹے ہوں۔

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَاۗءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ۔ اے میری قوم کے لوگو! آج تو بادشاہت تمہاری ہے کہ اس زمین پر تم غالب ہو، لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آگیا تو کون ہماری مدد کرے گا۔ فرعون بولا، میں تو تمہیں وہی رائے دے رہا ہوں جو خود دیکھ رہا ہوں اور میں تو تمہیں بھلائی کی راہ بتلا رہا ہوں۔

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ۔ اس مومن نے کہا اے میری قوم! (کے لوگو) مجھے تو اندیشہ ہے کہ تم پر بھی ویسا ہی روز (بدعذاب) نہ آئے جو اور امتوں پر آیا۔

مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ۔ جیسے امت نوح اور عاد و ثمود اور ان کے بعد والوں کا (حال ہوا) اللہ اپنے بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

وَيٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ۔ اور مجھے تم پر قیامت کے دن کا بھی ڈر ہے۔

يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ۔ جس دن تم پیٹھ پھیر کر لوٹو گے، تمہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کا ہادی کوئی نہیں۔

وَلَقَدْ جَاۗءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَاۗءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ۔ اور اس سے پہلے تمہارے پاس (حضرت) یوسف دلیلیں لے کر آئے، پھر بھی تم ان کی لائی ہوئی (دلیل) میں شک وشبہ ہی کرتے رہے، یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہو گئی، تو کہنے لگے ان کے بعد تو اللہ کسی رسول کو بھیجے گا ہی نہیں، اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے ہر اس شخص کو جو حد سے بڑھ جانے والا شک شبہ کرنے والا ہو۔

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ۔ جو بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں، اللہ کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک یہ تو بہت بڑی ناراضگی کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر مغرور سرکش کے دل پر مہر کر دیتا ہے[28]

یہ مومن کہتا ہے کہ اے میری قوم کے لوگوں مجھے تو اندیشہ ہے کہ تم پر بھی ویسا ہی عذاب نہ آئے جو اور امتوں پر آیا ہے۔ جیسے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد والوں کا حال ہوا تھا۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اصحاب الرس کسی عرب قوم کی داستاں ہوتی تو قرآن پاک کا یہ مرد مومن اس کا ذکر ضرور کرتا۔ لیکن اس نے (نوح، عاد و ثمود) کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ یہ قومیں اور "اصحاب الرس" اس قوم فرعون سے پہلے گذر چکی ہے۔

قوم تباہ کیوں ہوتی ہے۔:

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ۔ تیرا رب کسی ایک بستی کو بھی اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان کی بڑی بستی میں اپنا کوئی

پیغمبر نہ بھیج دے جو انھیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنادے۔ اور ہم بستیوں کو اسی وقت ہلاک کرتے ہیں جب کہ وہاں کے لوگ ظلم وستم پر کمر کس لیں۔[29]

اصحاب الرس کون تھے۔:

تمام تفسیرون سے یہ بات تو واضح ہے کہ عربی لغت میں رس کنویں کو کہتے ہے۔

پہلی وجہ اگر اصحاب الرس سے مراد کنوئوں والی بستی (والے لوگ) ہے تو اس قسم کی بستی کے آثار اب بھی موجود ہیں۔ جس کے آثار اس وقت پاکستان، سندھ، لاڑکانہ میں موئن (موھن) کے دڑے کے نام سے مشہور ہیں۔ اس بستی میں بہت سارے کنوئیں موجود ہیں۔ جو شاید کسی اور آثار قدیمہ کی بستی میں موجود ہوں۔

دوسری بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ کہ اس بستی والوں کو کنوئوں سے اتنی محبت اور چاہت معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے کنوئیں مختلف شکلوں (ڈزائنس) کے بنائے ہیں۔ جیسے کہ انڈے کی شکل کا، گول شکل کا، پیپر کے پتے کی شکل کا اور دل کی شکل کا۔ اس کے علاوہ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ بستی پہلے سے ہی دریائے سندھ کے کنارے آباد تھے۔ اتنے بڑے دریا کے کنارے پر آباد ہونے کے باوجود اس بستی میں اتنی تعداد میں کنوئوں کا موجود ہونا خود حیرت کی بات ہے۔

دوسری وجہ اگر اصحاب الرس سے مراد بڑا کنواں ہے جس میں پانی کی زیادہ مقدار موجود ہو تو، اس قسم کا بھی ایک بڑا کنواں موجود ہے۔ جسے گریٹ باتھ کے نام سے جانتے ہے۔

One large building in Mohenjo-daro as a "Great Granary". Certain wall-divisions in its massive wooden superstructure appeared to be grain storage-bays, complete with air-ducts to dry the grain. Might therefore be better termed a "Great Hall" of uncertain function. Close to the "Great Granary" is a large and elaborate public bath, sometimes called the Great Bath. From a colonnaded courtyard, steps lead down to the brick-built pool, which was waterproofed by a lining of bitumen. The pool measures 12 metres (39 ft) long, 7 metres (23 ft) wide and 2.4 metres (7.9 ft) deep. It may have been used for religious purification. Other large buildings include a "Pillared Hall", thought to be an assembly hall of

some kind, and the so-called "College Hall", a complex of buildings comprising 78 rooms, thought to have been a priestly residence. [30]

اگر رس اس بستی کے لوگوں کی مذھبی عقیدت (نسبت) کو ظاھر کرتا ہے تو یہ نسبت بھی موئن (موھن) کے دڑو میں موجود ہے۔ کھدائی کرنے کے بعد اس بستی سے کوئی بھی بت اور بت قدہ نہیں ملا ہے۔ جس سے یہ گمان غالب ہوتا ہے کہ یہ لوگ پانی کی پوجا کیا کرتے تھے یا مذھبی تہواروں پر بڑے کنویں سے نہاتے تھے۔

تیسری وجہ تاریخی حثیت سے حضرت نوح (علیہ السلام) کا زمانہ اندازاً 7000 سال ق۔م کا زمانہ مانا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد قوم عاد، قوم ثمود اور اصحاب الرس کی قوم کا زمانا آتا ہے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ سر جان مارشل نے آرکالاجیکل نقطع نگاہ سے بتایا ہے کہ موھن کے دڑے کی تھذیب اندازاً 5000 سال ق۔م کی پرانی تھذیب ہے۔

قرآن پاک نے اصحاب الرس کا ذکر دو سورتوں یعنے سورت نمبر 25 فرقان اور سورت نمبر 50 ق میں کیا ہے۔ اگر ہم 25 اور 50 کو ملاکے یعنے 5025 لکھتے ہے تو آرکالاجیکل نقطع نگاہ سے 5025 سال ق۔م کا زمانہ بنتا ہے جو کہ 5000 سال ق۔م سے ملتا جھلتا معلوم ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں اصحاب دو معنے میں استعمال ہوا ہے۔

ایک تو کسی میں رہنے یا کس کے ساتھ ہونے کی وجہ سے، جس طرح پہاڑوں میں، غار میں اور ہاتھیوں کا لشکر لے کر آنے کی وجہ سے اصحاب کہتے ہے۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ- اور حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔[31]

اَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ- غار اور کتبے والوں۔[32]

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيْلِ- کیا تونے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟[33]

دوسری کسی کی مذھبی نسبت کا ہونا جس طرح ایکہ والے:

وَاِنْ كَانَ أَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ- ایک بستی کے رہنے والے بھی بڑے ظالم تھے۔[34]

اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ جبکہ ان سے شعیب (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تمہیں ڈر خوف نہیں؟ (ایکہ والے درخت کی پوجا کرتے تھے جس وجہ سے انہیں اصحاب ایکہ کہتے تھے) ۔

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ نوحنے کہااے میرے پروردگار! میری قوم نے مجھے جھٹلادیا۔

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ جبکہ ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ان کے بھائی صالح نے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ان سے ان کے بھائی لوط (علیہ السلام) نے کہا کیا تم اللہ کا خوف نہیں رکھتے؟[35]

وَاِلٰي مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا، اس نے کہااے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔[36]

کہا جاتا ہے کہ ایکہ کے معنی گھنا درخت اور ایسا ایک درخت مدین کے نواحی آبادی میں تھا۔ جس کی پوجا پاٹ ہوتی تھی۔ حضرت شعیب (علیہ السلام) کا دائرہ نبوت اور حدود دعوت و تبلیغ مدین سے لے کر اس کی نواحی آبادی تک تھا جہاں ایک درخت کی پوجا ہوتی تھی۔ وہاں کے رہنے والوں کو "اصحاب الایکہ" کہا گیا ہے۔ اس لحاظ سے "اصحاب الایکہ" اور "اہل مدین" کے پیغمبر ایک ہی یعنی حضرت شعیب (علیہ السلام) تھے اور یہ ایک ہی پیغمبر کی امت تھی۔

ایکہ چونکہ قوم نہیں بلکہ درخت تھا۔ اس لیے اخوت نسبی کا یہاں ذکر نہیں کیا جس طرح کہ دوسرے انبیاء کے ذکر میں ہے البتہ جہاں مدین کے ضمن میں حضرت شعیب (علیہ السلام) کا نام لیا گیا ہے وہاں ان کے اخوت نسبی کا ذکر بھی ملتا ہے۔

امام ابن کثیر نے فرمایا ہے کہ صحیح بات یہ ہی ہے کہ یہ ایک ہی امت ہے اوفوالکیل والمیزان کا جو وعظ اہل مدین کو کیا گیا یہی وعظ یہاں اصحاب الایکہ کو کیا جارہا ہے جس سے صاف واضح ہے کہ یہ ایک ہی امت ہے دو نہیں۔

معلوم ہوا کہ پانی کی پوجا کرنے یا پانی سے مذھبی عقیدت رکھنے کی وجہ سے انہیں "اصحاب الرس" یعنی کنویں والے کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پورے ھندستان میں پرانے وقت سے لے کر آج تک بھی دریائے گنگا سے نہانے کو اجر وسعادت کی بات مانی جاتی ہے۔ جو رواج اب تک جاری وساری ہے۔

ماحصل

ہم علمی گفتگو سے اس نتیجے پر پہنچے ہے کہ قرآن پاک نے جس کو "اصحاب الرس" کے نام سے دوبار ذکر کیا ہے وہ قوم موجودہ پاکستان، سندھ، لاڑکانہ، ڈوکری کے قریب دریائے سندھ کے دائے کنارے پر واقع ہے۔ "اصحاب الرس" قوم کے آثار اب بھی موجود ہیں جو ہر عام وخاص کے لئے عبرت کا مقام پیش کر رہی ہے۔ ماہرین آرکالاجی خود حیران وپریشان ہیں کہ 5000 سال ق۔م کی اتنی قدیم تہذیب کی شہری پلاننگ، ڈرینج سسٹم، مارکیٹین اور اینٹوں سے بنائی گئی دو دو، تین تین منزلین پائی جاتی ہے۔ جو کہ آج ہم اتنی سائنسی ترقی کے باوجود اس قسم کا انتظام عام نہیں کر سکتے ہیں۔

Mohenjo-daro had been a remarkable construction, considering its antiquity. It has a planned layout based on a grid of streets, laid out in perfect patterns. At its height the city probably had around 35,000 residents. The buildings of the city, of particularly advanced designed, had structures constructed of same-sized sun dried bricks of baked mud and burned wood. The public buildings of those cities also suggest a high degree of social organization. A large residential structure designed to house about 5,000 citizens, and two large assembly halls. The city had a central marketplace, with a large central well. Individual households or groups of households obtained their water from smaller wells. Waste water was channeled to covered drains that lined the major streets. Some houses, presumably those of more prestigious inhabitants, include rooms that appear to have been set aside for bathing, and one building had an underground furnac, possibly for heated bathing. Most houses had inner courtyards, with doors that opened onto side-lanes. Some buildings had two stories.

Mohenjo-daro has a planned layout with rectilinear buildings arranged on a grid plan. Most of them were built of fired and mortared brick; some incorporated sun-dried mud-brick and wooden superstructures. It was the most advanced city of its time, with remarkably sophisticated civil engineering and urban planning. The sheer size of the city, and its provision of public buildings and facilities suggests a high level of social organization.[37]

ہم خود ئی حیران تھے کہ اللہ تعالیٰ نے "اصحاب الرس" کا ذکر اتنی بڑی شاندار قوموں کے ساتھ کیوں کیا تھا۔ "اصحاب الرس" کے اس وقت موجود آثار قدیمہ کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ واقعی یہ "اصحاب الرس" والی قوم اس دور کی عظیم، شاندار اور لازوال قوم رہی ہے۔

حوالہ جات

[1]- https://en.wikipedia.org>wiki>Moen jo Daro

[2]-القرآن سورت25فرقان آیت38۔

[3]-القرآن سورت50ق آیت12۔

[4]-غلام احمد پرویز، لغات القرآن، طلوع اسلام ٹرسٹ25بی گلبرگ11لاہور،4اکتوبر1998،ص1007۔

[5]-القرآن سورت26شعرا آیت61۔

[6]-القرآن سورت9توبہ آیت40۔

[7]-القرآن سورت4نسا آیت47۔

[8]-القرآن سورت9توبہ آیت70۔

[9]-القرآن سورت21انبیا آیت87۔

[10]-القرآن سورت29عنکبوت آیت15۔

[11]-القرآن سورت36یٰسین آیت13۔

[12]-القرآن سورت60ممتحنہ آیت13۔

[13]-القرآن سورت68قلم آیت17،48۔

[14]-القرآن سورت85بروج آیت4۔

[15]- غلام احمد پرویز، لغات القرآن، طلوع اسلام ٹرسٹ25بی گلبرگ11لاہور،4اکتوبر1998،ص749۔

[16]-امام جلال الدین سیوطی، تفسیر در منثور، دارالاشاعت اردو بازار کراچی پاکستان، اشاعت2012، جلد06، ص- 270،271-

[17]-علامہ جلال الدین محلی وعلامہ جلال الدین سیوطی، تفسیر جلالین، دارالاشاعت اردو بازار ایم۔اے جناح روڈ کراچی پاکستان اشاعت 2016، جلد03، ص- 261-

[18]-حافظ عمادالدین ابو الفدا ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ترجمہ، ناشر دارالقدس اردو بازار لاہور، پرنٹنگ پریس لٹل سٹار، اشاعت 2007،1428ھ، جلد04، ص- 310-

[19]-مولانا عبدالرحمٰن کیلانی، تفسیر تیسیر القرآن، انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس لاہور، ناشر مکتبہ السلام ربیع الاول 1435ھ، جلد 03، ص- 310-

[20]-سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفسیر تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، جلد05، ص- 114-

[21]- پیر محمد کرم شاہ، ضیاالقرآن، ضیاالقرآن پرنٹنگ پریس لاہور، اشاعت2015، جلد03، ص- 365-

[22]-ملا فیض کاشانی, محمد بن مرتضیٰ، تفسیر صافی، ترجمہ و تلخیص مولانا سید تلمید حسنین رضوع، اداہ نشر داش، نیو جرسی، امریکا(اشاعت 2015رجب1436ھ) جلد05، ص- 371تا374-

[23]-مولانا مخدوم محمد عثمان نورنگ زادہ نوراللہ مرقدہ، تفسیر تنویر الایمان سندھی، تاجران کتب شاھی بازار شکارپور سندھ، جلد07، ص- 12،13-

[24]-مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی، قصص القرآن، اشاعت اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، جلد سوم (03)، ص- 62۔

[25]-القرآن سورت25 فرقان آیت37تا39 ۔

[26]-القرآن سورت50ق آیت12تا14 ۔

[27]-القرآن سورت15 حجر آیت79۔

[28]-القرآن سورت40غافر آیت 28تا35 ۔

[29]-القرآن سورت28 قصص آیت59۔

https://en.wikipedia.org>wiki>Moen jo Daro -[30]

[31]-القرآن سورت15 حجر آیت80۔

[32]-القرآن سورت18 کہف آیت9۔

[33]-القرآن سورت105 فیل آیت1۔

[34]-القرآن سورت15 حجر آیت78۔

[35]-القرآن سورت26 شعرا آیت177،117،124،142،161۔

[36]-القرآن سورت11 ھود آیت84۔

https://en.wikipedia.org>wiki>Moen jo Daro -[37]